المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیسابوری

(۳)

مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی رفیق ندوۃ المصنفین

امام مسلمؒ کی شرط کے متعلق ارشاد ہے۔

واما شرط مسلم فقد صرح به فی	امام مسلمؒ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں اپنی شرط کو
خطبة کتابه ص۲۹	واضح کردیا ہے

سب جانتے ہیں کہ دیباچہ صحیح مسلم میں حاکم، بیہقی، ابن طاہر وغیرہ نے شرط شیخین کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس کا ایک حرف منقول نہیں۔

غرض یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے صحیحین میں بجز اس کے کہ" ان میں جو حدیثیں درج کی جائیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہوں" اور کسی شرط کی پابندی اپنے اوپر لازمی نہیں قرار دی۔ اور اس بارے میں ان کو دیگر مخرجین صحاح مثلاً امام ابوحنیفہؒ یا امام مالکؒ پر کسی قسم کی کوئی فضیلت حاصل نہیں ومن ادعی خلاف ذلك فعلیه البیان۔

قسم اول کی حدیثوں کی تعداد۔ ہزار تک نہیں پہنچتی

قسم اول کی احادیث کی تعداد کے متعلق حاکم کا بیان ہے۔

"جو حدیثیں کہ اس شرط کے مطابق مروی ہیں ان کی تعداد دس ہزار تک نہیں پہنچتی"۔

لیکن اس بیان کی بنیاد بھی اسی پر ہے کہ مرویات صحیحین دس ہزار سے کم ہیں ورنہ ان کی تعداد اتنی کثیر نہیں کہ دس ہزار تک پہنچ سکے۔ حافظ ابوبکر حازمی شروط الائمۃ الخمسہ میں حاکم کا بیان نقل کرنے کے

بعد لکھتے ہیں۔

فهذا اظنا منه بانهما لم يخرجا الا	یہ حاکم کے اس خیال کی بنا پر ہے کہ شیخین نے ان کی بیان
على ما رسم وليس كذلك فان اقصى	کردہ شرائط ہی کے موافق روایات کی تخریج کی ہے
ما يمكن اعتباره في الصحة هو شرط	حالانکہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ صحت کیلئے زیادہ سے زیادہ
البخاري ولا يوجد في كتابه	جس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے وہ شرط بخاری ہے اور خود
من النحو الذي اشار اليه الا	بخاری کی کتاب میں ہی تھوڑی تعداد میں ایسی روایات پائی
القليل اليسير ص	جاتی ہیں جو ان کی بیان کردہ شرط کے مطابق ہوں۔

کیا مسلم نے تین قسم کے رواۃ سے تخریج صحیح کا ارادہ کیا تھا

حاکم نے اسی سلسلہ میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ

"مسلم بن الحجاج کا یہ ارادہ تھا کہ صحیح کی تخریج تین قسم کے رواۃ سے کی جائے لیکن جب وہ اس پہلی قسم کی احادیث کی تدوین سے فارغ ہوئے تو گو ابھی سن کہولت ہی میں تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اس دارِ فانی سے رحلت کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ"

امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح کے اوائل میں بیان فرمایا ہے کہ وہ احادیث کی تین قسمیں کریں گے۔

(۱) وہ حدیثیں جن کو حفاظ و متقنین نے روایت کیا ہے۔

(۲) وہ احادیث جو ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن کا حفظ و اتقان تو متوسط درجہ کا تھا مگر صدق و ستر سے موصوف تھے اور علم میں ممتاز۔

(۳) وہ روایات جن کو صرف ضعفاء و متروکین ہی نے بیان کیا ہے۔

نیز یہ بھی صراحت کی ہے کہ پہلی قسم کی احادیث کے ساتھ ساتھ وہ دوسری قسم کی حدیثیں بھی ذکر کرتے جائینگے۔ البتہ تیسری قسم کی روایات کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوں گے۔

امام مسلمؒ کے اس بیان سے ان کی مراد کے سمجھنے میں علماء باہم مختلف الرائے ہیں۔ حاکم کا بیان اس سلسلہ میں آپ کی نظر سے گزر چکا۔ ان کے مشہور شاگرد محدث بیہقی بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں[۵۱]۔ قاضی عیاض نے اس سلسلہ میں حاکم پر سخت نکتہ چینی کی ہے تاہم بہت سے لوگ ان کے ہمخیال ہیں خود قاضی صاحب کو اقرار ہے۔

وهذا مما قبله الشیوخ والناس من الحاکم ابی عبدالله وتابعوه علیه۔ [۵۲]

ابو عبداللہ حاکم کے اس بیان کو شیوخ اور سب لوگوں نے قبول کر لیا ہے اور اس سلسلہ میں انہی کی پیروی کی ہے۔

لیکن حاکم کا یہ بیان امام مسلم کی تصریح کے بالکل برخلاف ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ صحیح سے اصل عبارت نقل کرنے کے بعد اسکی روشنی میں اس بیان کو جانچا جائے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں۔

انا نعمد الی جملة ما اسند من الاخبار عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فنقسمها علی ثلاثة اقسام وثلاث طبقات من الناس۔ [۵۳]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مسندہ کے بیشتر حصہ سے اعتنا کریں گے اور ان کی تین قسمیں کر کے رجال کے بھی تین طبقات قرار دیں گے۔

چنانچہ قسمِ اول کے متعلق ارشاد ہے۔

اما القسم الاول فانا نتوخی ان نقدم الاخبار التی هی اسلم من العیوب من غیرها وانقی من ان یکون ناقلوها اهل استقامة فی الحدیث واتقان لما نقلوا

قسمِ اول کی نسبت ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ان تمام احادیث کو مقدم رکھیں گے جو دیگر روایات کی بہ نسبت عیوب سے پاک صاف ہونگی ان کے ناقلین حدیث میں پکے اور نقل میں متقن

---

[۵۱] مقدمہ شرح مسلم للنووی ج۱ ص۲۳ طبع مصر۔ [۵۲] ایضا۔ [۵۳] صحیح مسلم ج۱ ص۲۸ طبع مصر

لم یوجد فی روایتھم اختلاف شدید ولا تخلیط فاحش ۱؎

ہوں گے جن کی روایات میں نہ سخت اختلاف ہوگا نہ کھلی گڑبڑ۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فاذا نحن تقصینا اخبار ھذا الصنف من الناس اتبعناھا اخبارا یقع فی اسانیدھا بعض من لیس بالموصوف بالحفظ والاتقان کالصنف المقدم قبلھم علی انھم وان کانوا فیما وصفنا دونھم فان اسم الستر والصدق وتعاطی العلم یشملھم ۲؎

پھر جب ہم اس قسم کے لوگوں کی پورے طور پر حدیثیں بیان کر چکیں گے تو ان کے متصل ہی ایسی احادیث بھی لائیں گے جن کی اسانید میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو حفظ و اتقان میں تو اتنے نہیں جتنا کہ پہلا طبقہ تاہم باوجود ان سے حفظ و اتقان میں کم ہونے کے ستر و صدق سے متصف ہیں اور علماء کے زمرہ میں شامل۔

تیسری قسم کے متعلق رقمطراز ہیں۔

فاما ما کان عن قوم ھم عند اھل الحدیث متھمون او عند الاکثر منھم فلسنا نتشاغل بتخریج حدیثھم . . . وکذلک من الغالب علی حدیثھم المنکر او الغلط امسکنا ایضا عن حدیثھم ۳؎

لیکن ان لوگوں کی روایات جو محدثین یا ان کی اکثریت کے نزدیک متہم ہیں تو ہم ان کی حدیث کی تخریج میں مشغول نہیں ہوں گے۔ اور اسی طرح وہ لوگ کہ جن کی حدیث پر نکارت غالب ہے یا بکثیر غلطی کرتے ہیں ان کی حدیث کے بیان کرنے سے بھی باز رہیں گے۔

امام مسلم کا بیان آپ کے سامنے ہے اب حاکم کا یہ کہنا کہ "مسلم بن الحجاج کا یہ ارادہ تھا کہ صحیح کی تخریج

۱؎ صحیح مسلم ص۵ ج۱ طبع مصر۔ ۲؎ مقدمہ صحیح مسلم ص۵ و ص۱۵ ج۱۔ ۳؎ ایضاً ص۵۵ و ص۵۶۔

تین قسم کے رواۃ سے کی جائے" کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ تیسری قسم کے متعلق خود ان کی تصریح موجود ہے کہ وہ اس کی تخریج سے باز رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ متہمین اور منکر الحدیث رواۃ سے صحیح کی تخریج کسی طرح نہیں کی جا سکتی۔ علامہ امیر یمانی توضیح الافکار میں رقمطراز ہیں۔

ان تاویل الحاکم بانہ انما یاتی بالطبقة	حاکم کا یہ مراد لینا کہ مسلم صرف طبقہ اولی ہی کی حدیثیں
الاولی غیر صحیح لانہ صرح انہ بعد	بیان کریں گے یقیناً صحیح نہیں کیونکہ خود مسلم نے تصریح
تقصی اخبار اھل الطبقة الاولی یاتی	کی ہے کہ وہ پہلے طبقہ کی احادیث روایت کرنے کے
باھل الطبقة الثانیة والظاھر انہ	بعد دوسرے طبقہ سے روایتیں بیان کریں گے اور ظاہر
یاتی بھم فی کتابہ ھذا الا غیر [1]	ہے کہ وہ اسی صحیح میں بیان کرتے ہیں نہ کسی اور کتاب میں

قاضی عیاض نے اس سلسلہ میں بڑی تحقیقی بحث کی ہے جو ہدیہ ناظرین ہے فرماتے ہیں۔

"ایک محقق کی نظر میں جو بے دلیل بات کے ماننے کا پابند نہیں حاکم کا بیان غیر صحیح ہے۔ کیونکہ جب حسب بیان مسلم کتابت حدیث کے متعلق ان کی طبقات سہ گانہ کی تقسیم پر غور کیا جائے تو ان کا بیان یہ ہے کہ پہلی قسم میں حفاظ کی حدیثیں داخل ہیں اور جب وہ اس سے فارغ ہوں گے ان لوگوں کی روایتیں ذکر کریں گے جو حذق و اتقان سے موصوف نہیں تاہم اہل ستر و صدق میں سے ہیں اور زمرہ علماء میں داخل۔ پھر ان لوگوں کی روایت کے ترک کرنے کے متعلق کہا ہے جن کے متہم ہونے پر علماء کا اجماع ہے یا ان کی اکثریت کا اتفاق ہے۔ اور اس طبقہ کا ذکر نہیں کیا جو بعض کے نزدیک متہم ہے اور بعض نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ میں نے صحیح مسلم کے ابواب میں اول کے دونوں طبقوں کی روایات کو پایا ہے۔ دوسرے طبقہ کی اسانید کو پہلے طبقے کی متابعت یا استشہاد کیلئے ذکر کیا ہے یا جہاں پہلے طبقہ کی احادیث نہ مل سکیں تو دوسرے طبقے سے حدیثیں ذکر کی ہیں۔ نیز ان لوگوں سے بھی

---

[1] توضیح الافکار قلمی ص۶۴

روایتیں کی ہیں جن پر ایک جماعت نے کلام کیا ہے اور دوسری جماعت نے ان کی توثیق کی ہے اور ان لوگوں سے بھی روایات موجود ہیں جن کی تضعیف کی گئی ہے یا جن پر بدعت کا اتہام ہے۔ بخاری نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پس میرے نزدیک مسلم نے اپنے کہنے کے مطابق تینوں طبقات کی روایات درج کی ہیں اور کتاب کی ترتیب میں اپنی بیان کردہ تقسیم کا لحاظ رکھا ہے۔ چوتھے طبقے کو حسب تصریح نظر انداز کر دیا۔ حاکم یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ ہر طبقے کیلئے علیحدہ مستقل کتاب تصنیف کرینگے اور ہر ایک کی حدیثیں جداگانہ روایت کرینگے حالانکہ مسلم کا یہ مقصد بالکل نہیں بلکہ ان کی مراد جیسا کہ ان کی تالیف سے ظاہر اور ان کے مقصود سے واضح ہے یہ ہے کہ وہ ابوابِ کتاب میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں اور دونوں طبقوں کی احادیث کو بیان کرتے ہیں پہلے طبقے کی روایات کو اول میں اور دوسری قسم کی حدیثوں کو بطور متابعت واستشہاد بعد میں یہانتک کہ تینوں قسم کی احادیث کا بیان ہو جائے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ طبقاتِ سہ گانہ سے حفاظ پھر ان سے نیچے درجے کے رواۃ اور پھر ان سے بھی نیچے تیسرے درجے کے جن کو کہ مسلم نے نظر انداز کر دیا ہے مراد ہوں۔

اس کا بھی خیال رہے کہ مسلم نے علل حدیث کے ذکر کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا چنانچہ متعدد مواقع پر ابواب کتاب میں اس کو بیان کیا اور اختلافِ اسناد مثلاً ارسال، رفع، زیادت ونقص کو واضح کیا۔ نیز تصحیفات محدثین کو بھی بتایا۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تالیف کتاب سے جو ان کا مقصد تھا اس کا انھوں نے بجا طور پر لحاظ رکھا اور کتاب میں جن چیزوں کے بیان کرنیکا وعدہ کیا تھا ان کو پورا کیا۔[1]

اپنی اس بحث کے متعلق قاضی عیاض لکھتے ہیں۔

"اپنی اس بحث اور اس رائے کو میں نے اہلِ فن کے سامنے پیش کیا تو میں نے دیکھا کہ ہر انصاف پسند نے اس کو درست بتایا اور میرا بیان اس پر واضح ہو گیا۔ اور جو شخص بھی کتاب پر غور کرے اور تمام

---

[1] مقدمہ شرح مسلم للنووی ص۲۳ و ص۲۴ ج۱

ابواب کا مطالعہ کرے اس پر یہ بات ظاہر ہے۔" [1]

محدث نووی قاضی عیاض کے بیان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وھذا الذی اختارہ ظاہر جداً [2] قاضی عیاض نے جو پسند کیا ہے بالکل ظاہر ہے۔

کیا باور کیا جاسکتا ہے کہ احادیث نبویہ کی تعداد ۱۰ ہزار سے بھی کم ہے

اس سلسلہ میں حاکم نے بڑی عمدہ بحث کی ہے جو ممکن ہے کہ کوتاہ نظر منکرینِ حدیث کیلئے شمع بصیرت کا کام دے۔ فرماتے ہیں۔

> "یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ احادیث نبویہ کی تعداد دس ہزار تک نہیں پہنچتی جبکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ میں سے چار ہزار مرد اور عورتوں نے روایتیں بیان کی ہیں جو ہجرت سے پہلے مکہ میں اور ہجرت کے بعد مدینہ میں تئیس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے شرف اندوز رہے۔ جنھوں نے آپ کے اقوال و افعال، خواب اور بیداری، حرکت اور سکون، نشست و برخاست، مجاہدہ و عبادت، سیرت و شمائل، سرایا و مغازی، مزاح اور زجر۔ خطبات و مواعظ، اکل و شرب، رفتار و گفتار۔ خاموشی اور سکوت، ازواج مطہرات سے خوش طبعی، گھوڑوں کا سدھانا، مسلمانوں اور مشرکوں کے نام آپ کے نامے، عہود و مواثیق، غرض ہر لحظہ و ہر منٹ کے تمام حالات کو یاد رکھا ہے اور یہ سب ان احکامِ شریعت، عبادات اور حلال و حرام کے علاوہ ہے جسکی ہر چیز کو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور حفظ کیا ہے۔ اور ان تمام قضایا اور فیصلوں کے علاوہ ہے جسکو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت امیر و حاکم کے فیصل فرمایا۔"

چنانچہ اس سلسلہ میں حاکم نے ان متعدد روایات کو پیش کیا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض معمولی معمولی باتیں تک مذکور ہیں۔ جیسے آپ کی سواری کی رفتار، حضورؐ کا مزاح۔ بچوں کو کھلانا کھڑے ہو کر پانی نوش فرمانا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ۔

---

[1] و [2] مقدمہ شرح مسلم للنووی ص ۲۴ ج ۱

”کیا ان حالات میں ذرا دیر کے لئے بھی یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہزاروں صحابہ جو میدانِ جہاد میں صف در صف نظر آتے ہیں بغیر کسی روایت اور حدیث کے بیان کئے ہوئے اللہ کے گھر سدھاَ گئے۔ عام الفتح میں جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فروکش ہوئے ہیں تو پندرہ ہزار سوا کی جمعیت ہمرکاب تھی۔ حدیث کے متعدد حافظ ایسے گزرے ہیں کہ پانچ لاکھ حدیثیں جن کی نوکِ زبان پر تھیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ صحیح حدیثوں کی تعداد سات[1] لاکھ ہے۔ امام اسحٰق بن راہویہ اپنے حافظے سے ستر ہزار احادیث کا املا کرلیتے تھے۔ حافظ ابو کریب نے کوفہ میں تین لاکھ حدیثیں بیان کیں۔ محدث ابوبکر بن ابی دارم سے میں نے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے ابو جعفر حضرمی مطینؒ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ محمد بن مسیب کا بیان ہے کہ جب میں مصر میں قطع مسافت کر رہا تھا تو میرے پاس ایک سو جزو تھے اور ہر جزو میں ایک ہزار حدیثیں۔

---

[1] واضح رہے کہ اس تعداد میں اقوال صحابہ وتابعین بھی داخل ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔

ارادما صح من الاحادیث واقاویل الصحابة والتابعین (تدریب الراوی ص۳) امام احمدؒ کی مراد احادیث اور ان اقوال صحابہ وتابعین سے ہے جو صحیح ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ محدثین کے نزدیک جہاں حدیث کے صحابی مختلف ہوئے۔ متعدد حدیثیں شمار کی گئیں گو الفاظ معانی اور واقعہ ایک ہی ہو لیکن فقہا کے نزدیک معنی کا اعتبار ہے جب تک معنی ایک ہونگے حدیث بھی ایک ہی سمجھی جائیگی پس اگر کسی حدیث کو مثلاً دس صحابہؓ نے بیان کیا تو محدثین کے نزدیک وہ دس حدیثیں کہلائیں گی اور فقہا کے نزدیک ایک شاہ عبدالعزیز صاحبؒ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔

”باید دانست کہ نزد محدثین ہرگاہ کہ صحابی مختلف شد حدیث دیگر گشت گو الفاظ ومعنی وقصہ متحد باشد بر خلاف عرف فقہا کہ نزد ایشاں اعتبار معنی ست فقط تاوقتیکہ اصل معنی واحد ست حدیث واحد ست بلکہ خصوصیات زائدہ بر اصل معنی نیز نزد ایشاں دخل ندارد و محط فائدہ و ماخذ حکم رامی بینند والحق نظر ایشاں کہ استنباط ست ہمیں را تقاضا میکند“ ص۲۹ طبع مجتبائی دہلی

امام احمدؒ نے یہ تعداد محدثین ہی کی اصطلاح کے مطابق بیان کی ہے۔

حاکم فرماتے ہیں کہ خود ہمارے زمانے میں ایک جماعتِ محدثین نے جو مسندیں تراجم رجال پر تصنیف کی ہیں ان میں سے ہر ایک ایک ایک ہزار جزو کی ہے۔ چنانچہ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ اصفہانی اور ابو علی حسین بن محمد بن احمد الماسرجسی بھی ان ہی لوگوں میں ہیں۔"

صحیح متفق علیہ کی دوسری قسم | حدیث صحیح کی دوسری قسم کے متعلق حاکم کا بیان ہے۔

"صحیح کی دوسری قسم وہ حدیث ہے جس کو ایک ثقہ نے دوسرے ثقہ سے روایت کیا ہو اور اسی طرح بروایت ثقات حفاظ سلسلہ سند صحابی تک متصل ہو لیکن اس صحابی سے اس حدیث کا ایک شخص کے سوا کوئی دوسرا راوی نہ ہو جیسے حضرت عروہ بن مضرس طائی کی حدیث کہ میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ میں آکر ملا اور میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ بنی طے کی دونوں پہاڑیوں (سلمی واجا) کو طے کرکے آرہا ہوں۔ مجھے بڑی مشقت اٹھانی پڑی۔ میری سواری تھک گئی۔ خدا کی قسم راستے میں کوئی پہاڑ ایسا نہیں آیا جہاں مجھے اترنا نہ پڑا ہو۔ تو کیا اب بھی میرا حج نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز ادا کی اور ایک دن یا ایک رات پہلے عرفہ میں آگیا اس کا حج پورا ہوا اور احرام کھل گیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اصولِ شریعت میں داخل اور فقہاء فریقین میں مقبول و متداول ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس بناپر صحیحین میں اس کی تخریج نہیں کی کہ اس حدیث کو حضرت عروہ بن مضرس سے بجز شعبی کے اور کوئی روایت نہیں کرتا۔ عروہ کے علاوہ بھی ایسے بہت سے صحابہ ہیں جیسے عمیر بن قتادہ لیثی کہ ان سے بجز ان کے بیٹے عبید کے اور کوئی روایت نہیں کرتا۔ اسی طرح ابو لیلی انصاری سے ان کے بیٹے عبد الرحمٰن کے سوا دوسرا راوی نہیں۔ قیس بن ابی غرزہ غفاری نے باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے روایتیں کی ہیں لیکن ان سے صرف ایک ہی راوی ہیں ابو وائل شقیق بن سلمہ (ابو وائل کوفہ کے اجلہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ عثمانؓ و علیؓ اور دیگر

صحابہ سے ملے ہیں۔ اسامہ بن شریک اور قطبہ بن مالک دونوں مشہور صحابی ہیں مگر زیاد بن علاقہ کے سوا جو کبار تابعین میں سے ہیں ان سے کوئی راوی نہیں۔ اسی طرح مرداس بن مالک اسلمی، مستورد بن شداد فہری، دکین بن سعید مزنی سب کے سب صحابی ہیں لیکن قیس بن ابی حازم کے علاوہ ان تینوں بزرگوں سے کوئی اور روایت بیان نہیں کرتا۔ (قیس کبار تابعین میں سے ہیں عہد نبوی میں ان کی ولادت ہوئی اور خلفاء اربعہ کی صحبت سے شرف اندوز ہوئے)

غرض ایسی مثالیں بہت ہیں۔ بخاری و مسلم نے اس قسم کی صحیح میں تخریج نہیں کی ہے لیکن یہ حدیثیں فریقین میں متداول ہیں اور ان اسانید سے سب احتجاج کرتے ہیں"۔

حاکم کی حیرت انگیز اختلاف بیانی

صحیحین میں اس قسم کی تخریج کے متعلق سابق میں مفصل بحث سپرد قلم کی جا چکی ہے۔ جس سے حاکم کے اس بیان کی حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ مستدرک علی الصحیحین حاکم نے المدخل کے بعد تصنیف کی ہے[51] لیکن اس میں بھی اس مسئلہ پر ان کی تحریر میں سخت تضاد ہے چنانچہ جہاں انھوں نے متعدد مواقع پر اپنے اس بیان کی موافقت کی ہے کئی مقامات پر خود ہی اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ مثلاً عبد اللہ بن شقیق کی حدیث لید خلن الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی الحدیث[52] اور حدیث عبد الرحمٰن بن ازہر انما مثل العبد المومن حین یصیبہ الرعد والحمی الحدیث[53] اور حدیث اذا توضأت فخلل الاصابع[54] نیز حدیث سمرہ[55] اور عمرو بن تغلب کی اشراط الساعۃ[56] والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد شیخین کے ان روایات کے نقل نہ کرنے کی یہی وجہ بتائی ہے۔ لیکن متعدد مواقع پر اس کے بالکل برخلاف بھی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حدیث ما جعل اللہ اجل رجل بارض الا جعلت لہ فیہا حاجۃ کو روایت کرکے فرماتے ہیں۔

---

[51] دیکھو المستدرک علی الصحیحین ص ۲ ج ۱ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ [52] ایضاً ص ۷۱ ج ۱ [53] ایضاً ص ۴۳ ج ۱
[54] ایضاً ص ۱۸۲ ج ۱ [55] ایضاً ص ۵ ج ۴۔ [56] ایضاً ص ۷ ج ۲

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين	یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے کیونکہ دونوں نے
فقد اتفقا جميعاً على اخراج جماعة	صحابہ کی ایک جماعت سے ایسی حدیث کی تخریج
من الصحابة ليس لكل واحد منهم	پر اتفاق کیا ہے جس کا ان سے صرف ایک ہی
الا راو واحد ص ٢٢ ج ا	راوی ہے۔

میرے خیال میں اس بارے میں ان کا حال بالکل قاضی ابوبکر بن العربی کا سا ہے کہ پہلے تو شیخین کے متعلق اپنے دل میں یہ باور کرلیا کہ انھوں نے ان کی مزعومہ شرط کی پابندی کی ہے چنانچہ جا بجا اپنے اس خیال کو نہایت ہی وثوق کے ساتھ پیش کرتے رہے۔ پھر جب دیکھا کہ صحیحین میں بعض روایات ایسی بھی موجود ہیں جن سے ان کے اس دعوی کی تردید ہوتی ہے اور اس قسم کی روایات کے بیان کرتے وقت اس کا خیال بھی رہا تو الٹا شیخین ہی کو الزام دیدیا کہ ان کو بھی اس سے احتجاج لازم تھا کیونکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے ورنہ اپنے پہلے ہی دعوی کا اعادہ فرما دیا کہ چونکہ اس روایت میں تابعی صحابی سے منفرد ہے اس لئے شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

چنانچہ شریح بن ہانی کی حدیث يا رسول الله اى شئ يوجب الجنة قال عليك بحسن الكلام وبذل الطعام کو بیان کرنے کے بعد رقمطراز ہیں۔

"یہ حدیث مستقیم ہے جس میں کوئی علت موجود نہیں۔ شیخین کے نزدیک اس میں علت یہ ہے کہ ہانی بن زید سے ان کے بیٹے شریح کے علاوہ کوئی اور راوی نہیں اور میں اس کتاب کی ابتدا میں یہ شرط بیان کرچکا ہوں کہ ایک معروف صحابی سے جب ایک مشہور تابعی کے علاوہ کوئی دوسرا راوی ہم کو نہ مل سکے تو ہم اس کی حدیث سے احتجاج کرلیں گے اور اس کو صحیح قرار دینگے کیونکہ وہ بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے۔ اسلئے کہ بخاری نے مرداس اسلمی سے قیس بن ابی حازم کی حدیث يذهب الصالحون سے احتجاج کیا ہے۔ اسی طرح عدی بن عمیرہ سے قیس کی روایت

من استعملناہ علی عمل کو بطور حجت بیان کیا ہے حالانکہ ان دونوں سے بجز قیس کے اور کوئی راوی نہیں۔ اسی طرح مسلم نے ان احادیث سے جن کو ابو مالک اشجعی اور مجزاۃ بن زاہر اسلمی اپنے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں احتجاج کیا ہے۔ لہذا بخاری و مسلم دونوں کو اپنی اس شرط کی بنا پر شریح کی حدیث سے احتجاج کرنا لازم ہے۔" ۱؎

کیا خوب خود ہی تو اپنے خیال کے مطابق شیخین کی طرف سے اس حدیث میں ایک علت پیش کی اور پھر خود ہی ان کو الزام دینے لگے۔ ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

لطف یہ کہ مسامحت سے ان کا یہ بیان بھی خالی نہیں کیونکہ عدی بن عمیرہ کی اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے نہ بخاری نے اور زاہر اسلمی کی روایت بخاری میں ہے نہ کہ مسلم میں۔

المدخل میں تصریح کی تھی کہ مرداس اسلمی سے صحیحین میں روایت نہیں کی گئی۔ مستدرک میں خود انہوں نے بخاری میں ان کی روایت کو مان لیا۔ اسی طرح مستورد بن شداد فہری اور قطبہ بن مالک کے متعلق جو کہا ہے کہ شیخین ان سے روایت نہیں کرتے وہ بھی غلط ہے کیونکہ مسلم میں مستورد کی بواسطہ قیس بن ابی حازم اور قطبہ کی بواسطہ زیاد بن علاقہ روایتیں موجود ہیں ۲؎

صحیح متفق علیہ کی تیسری قسم | اس کے متعلق ارشاد ہے کہ

"صحیح کی تیسری قسم تابعین کی وہ احادیث ہیں جن کو انھوں نے صحابہؓ سے روایت کیا ہے اور وہ تابعین سب ثقات ہیں لیکن ہر تابعی سے صرف ایک ہی اس حدیث کا راوی ہے جیسے محمود بن حنین ۳؎، عبدالرحمن بن فروخ، عبدالرحمن بن سعید، اور زیاد بن الحرد وغیرہم کہ ان سب سے بجز عمرو بن دینار کے جو اہل مکہ کے امام ہیں اور کوئی راوی نہیں۔ اسی طرح ایک جماعت تابعین سے جن میں عمرو بن ابان بن عثمان، محمد بن عروہ بن زبیر، عقبہ بن سوید انصاری، سنان بن ابی سنان

۱؎ مستدرک ص۲۳ ج۱ ۲؎ شروط الائمۃ الخمسہ للحازمی ص۹ و ص۱۰ ۳؎ تدریب الراوی میں انکا نام محمد بن جبیر مذکور ہے دیکھو ص۴۵

دولی وغیرہ داخل ہیں۔ امام زہری روایت میں متفرد ہیں ایسے ہی یحییٰ بن سعید انصاری تابعین کی ایک جماعت سے جیسے یوسف بن مسعود زرقی، عبداللہ بن انیس انصاری، عبدالرحمٰن بن مغیرہ سے اکیلے راوی ہیں۔ صحیحین میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں حالانکہ یہ سب روایات صحیح ہیں۔ کیونکہ ان کو ایک عدل دوسرے عدل سے روایت کرتا ہے۔ اور فریقین میں متداول ہیں جن سے احتجاج کیا جاتا ہے۔"

لیکن اس تیسری قسم کے متعلق بھی یہ کہنا کہ "صحیحین میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں" صحیح نہیں ہے۔ علامہ سیوطی تدریب الراوی میں رقمطراز ہیں۔

قال شیخ الاسلام فی نکتہ بل فیھما	شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب نکت[1] میں
القلیل من ذلک کعبد اللہ بن	تصریح کی ہے کہ صحیحین میں کچھ ایسی حدیثیں بھی موجود ہیں
ودیعۃ وعمر بن محمد بن جبیر بن	جیسے عبداللہ بن ودیعہ، عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم اور
مطعم وربیعۃ بن عطاء ص۴۵	ربیعہ بن عطا کی روایات۔

سید امیر یمانی نے بھی توضیح الافکار شرح تنقیح الانظار میں حاکم کے اس قول کی تردید کی ہے۔[1]

صحیح متفق علیہ کی چوتھی قسم | فرماتے ہیں۔

"صحیح کی چوتھی قسم وہ احادیث افراد وغرائب ہیں جن کو ثقات عدول نے بیان کیا ہے لیکن ثقات میں سے ایک شخص اس کی روایت میں متفرد ہے۔ اور کتب حدیث میں وہ حدیث دوسرے طرق سے مروی نہیں جیسے علاء بن عبدالرحمٰن کی اپنے باپ کے ذریعہ سے حضرت ابوہریرہ سے یہ روایت اذا انتصف شعبان فلا تصوموا حتی یجئی رمضان۔ مسلم نے علاء کی اکثر احادیث

---

[1] کتاب مذکور ص۲۵ قلمی

کی صحیح میں تخریج کی ہے۔ لیکن اس قسم کی روایات کو اس لئے نہیں بیان کیا کہ علاء اس کے بیان کرنے میں اپنے باپ سے متفرد ہے اسی طرح ایمن بن نابل مکی کی بواسطہ ابوالزبیر حضرت جابر سے یہ روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بسم اللہ و باللہ فرماتے تھے۔ گو ایمن بن نابل ثقہ ہے اور اس کی روایت صحیح بخاری میں موجود ہے لیکن بخاری نے اس حدیث کو اسلئے روایت نہیں کیا کہ ابوالزبیر کا صحیح سند سے کوئی متابع موجود نہیں۔"

"غرض اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں جو سب کی سب صحیح الاسناد ہیں لیکن صحیحین میں ان کی تخریج نہیں کی گئی۔"

یہاں بھی صحیحین میں عدم تخریج کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

بل فیہما کثیر منہ لعلہ یزید علی	بلکہ صحیحین میں ایسی حدیثیں بہت ہیں غالباً دو
مائتی حدیث وقد افردھا الحافظ	سے بھی زیادہ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے ان
ضیاء الدین المقدسی وھی المعروفۃ	سب کو علیحدہ جمع کیا ہے یہ غرائب صحیح کے نام
بغرائب الصحیح۔ [1]	سے مشہور ہیں۔

صحیح متفق علیہ کی پانچویں قسم | کے متعلق ارشاد ہے۔

"صحیح کی پانچویں قسم ائمہ کی ایک جماعت کی اپنے آباء و اجداد سے روایت کردہ وہ احادیث ہیں جن کی روایت ان کے آبا و اجداد سے صرف ان ہی کے ذریعے متواتر ہے جیسے عمرو بن شعیب کا وہ صحیفہ جس کو وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح بہز بن حکیم بن معاویہ اور ایاس بن معاویہ بن قرہ کا صحیفہ کہ دادا تو صحابی ہیں اور پوتے ثقات ایسی سب حدیثیں نہایت کثرت سے علماء کی کتابوں میں احتجاج کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

---

[1] تدریب الراوی ص۲۵ و توضیح الافکار قلمی ص۵۴

”حاکم کا بیان ہے کہ یہ پانچوں اقسام کی احادیث ائمہ کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے احتجاج کیا جاتا ہے اگرچہ (بجز قسم اول کے) ایک حدیث بھی ان میں سے صحیحین میں موجود نہیں۔“

ان تینوں صنفوں سے صحیحین میں روایت نہ ہونے کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے۔

”صحیحین میں اس قسم کی تخریج سے یہ امر مانع نہ تھا کہ وہ احادیث باپ سے بواسطہ دادا کے منقول ہیں بلکہ اس سبب سے اس روایت کو نہیں بیان کیا کہ وہ راوی یا اس کا باپ شیخین کی شرط پر نہ تھا، ورنہ صحیحین میں یا صرف صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں علی بن حسین بن علی، محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر، ابی بن عباس بن سہل، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نیز ان کے بھائی عبداللہ اور حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب وغیرہم سے وہ روایات موجود ہیں جو ان لوگوں نے اپنے دادا سے اپنے باپ کے واسطہ سے بیان کی ہیں“ [لہ]

(باقی)

مکتبۂ برہان کی ایک نئی کتاب
نعتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہندوستان کے مشہور و مقبول شاعر جناب بہزاد لکھنوی کے نعتیہ کلام کا دلپذیر دلکش مجموعہ، جسے مکتبۂ برہان نے تمام ظاہری دل آویزیوں کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ بہترین نرم سنہری جلد قیمت ۹ر
ملنے کا پتہ
مکتبہ برہان قرولباغ، دہلی

[لہ] تدریب الراوی ص۴۵